Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
E-Mail:muloomi@iub.edu.pk ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
Vol.No: 31, Issue:02. (Jul-Dec 2024) Date of Publication: 27-11-2024
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

فقہ میں انفرادی حقوق واجتماعی ذمہ داریوں کا تصور ایک تجزیاتی مطالعہ

The Concept of Individual Rights and Collective Responsibilities in Jurisprudence: An Analytical Study

Dr. Muhammad Sajjad Malik
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, DIOL,
University of Education, Lahore Pakistan,
muhammad.sajad@ue.edu.pk
Umaima Sami
M.Phil. Islamic Studies, University of Education, Lahore,
umaimasami3604@gmail.com

Abstract:

This research looks at how, within the context of law, individual rights and group obligations interact. By examining important legal theories, case law, and constitutional principles, it investigates the intellectual underpinnings and legal ramifications of striking a balance between individual liberties and community responsibilities. The study addresses how various legal systems place varying priorities on the conflict between individual liberty and the common good. The study attempts to give a thorough grasp of how individual rights are upheld while upholding social duty by critically evaluating different strategies. The work also examines how these ideas have changed in the context of modern legal discourse, emphasizing how applicable they are to topics like environmental law, public health, and human rights.

Keywords: Jurisprudence, Legal Philosophy, Autonomy, Social Justice, Constitutional Law, Human Rights, Public Health Law, Environmental Law, Legal Theories, Social Obligations, Legal Systems, Individual Rights, Collective Responsibilities

تعارف:

فقہ اسلامی میں انفرادی حقوق اور اجتماعی ذمہ داریوں کا تصور بنیادی طور پر قرآن و سنت سے ماخوذ ہے۔ یہ دونوں پہلو انسان کی شخصیت اور معاشرتی زندگی کے توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔

انفرادی حقوق

اسلام انفرادی آزادی اور حقوق کو بہت اہمیت دیتا ہے، اور قرآن نے بارہا انسان کے ذاتی مقام اور حقوق کی وضاحت کی ہے۔ انفرادی حقوق درج ذیل ہیں:

زندگی کا حق

قرآن کہتا ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًاؕ-وَ مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔"[1]

"جس نے کسی انسان کو قتل کیا بغیر اس کے کہ وہ کسی کو قتل کرنے یا زمین میں فساد کرنے کا مجرم ہو، تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب لوگوں کو زندہ کیا۔"

آزادی کا حق

غلامی کے خاتمے اور انسانی آزادی کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔ آزادی ایک بنیادی حق ہے، مگر حدود کے ساتھ۔

مذہبی آزادی

"لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ۔"[2]

"دین میں کوئی زبردستی نہیں۔"

اسلام ہر شخص کو اپنے مذہب کے انتخاب کی آزادی دیتا ہے۔

ملکیت کا حق

قرآن کے مطابق ہر شخص اپنی محنت سے کمائی گئی دولت پر مکمل حق رکھتا ہے۔

"وَ اَنۡ لَّيۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔"[3]

"انسان کے لیے وہی ہے جس کی وہ کوشش کرے۔"

ذاتی رازوں کا تحفظ

کسی کی ذاتی زندگی میں مداخلت ممنوع ہے۔

"وَ لَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًاؕ۔"[4]

"اور نہ جاسوسی کرو، اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔"

اجتماعی ذمہ داریاں

اسلام فرد کے ساتھ ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں کو بھی نمایاں کرتا ہے۔ ان اجتماعی ذمہ داریوں کا مقصد معاشرے میں عدل، مساوات، اور ہمدردی کو فروغ دینا ہے:

عدل قائم کرنا

"وَ اِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ۔"[5]

"اور لوگوں کے درمیان عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔"

زکوۃ اور صدقہ دینا

دولت مندوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے ضرورت مندوں کے لیے حصہ نکالیں:

"وَ فِىۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآٮِٕلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ۔"[6]

"اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کا۔"

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

"كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ۔"[7]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

دوسروں کے حقوق کا تحفظ

قرآن حکم دیتا ہے کہ والدین، پڑوسیوں، یتیموں، اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے:

"وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔"[8]

"اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔"

معاشرتی امن و انصاف کا قیام

ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ معاشرے میں انصاف، امن، اور رواداری کے قیام کے لیے کام کرے۔

توازن کا اصول

اسلامی فقہ انفرادی حقوق اور اجتماعی ذمہ داریوں کے درمیان توازن پیدا کرتا ہے تاکہ فرد اپنی آزادی کے ساتھ ساتھ معاشرتی ضروریات کا بھی خیال رکھے۔ یہ اصول ہمیں بتاتا ہے کہ انفرادی حقوق معاشرتی فلاح و بہبود کے تابع ہیں، اور کوئی شخص ایسا عمل نہیں کر سکتا جو دوسروں کے حقوق یا امن کو نقصان پہنچائے۔

انسانی جان کی حرمت کا حق

انسان کو حاصل جملہ حقوق کی بنیاد اس کی اپنی جان کی حفاظت سے منسلک ہے۔ یعنی جب تک کسی معاشرے میں انسانی جان کو تحفظ حاصل نہ ہو بقیہ حقوق کے نفاذ و حصول کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ اسلام نے اس بنیادی حق کو بیان کرتے ہوئے اہل ایمان کے کردار کو یوں بیان کیا:

"وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔"[9]

"اور (خدائے رحمان کے مقبول بندے) کسی ایسی جان کو قتل نہیں کرتے جسے بغیر حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے۔"

خودکشی کی ممانعت

زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے جو بقیہ تمام نعمتوں کے لئے ایک اساس کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے زندگی کے تحفظ کا حق عطا کرتے ہوئے افراد معاشرہ کو اس بات کا بھی پابند کیا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں خودکشی کے مرتکب نہ ہوں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

"جو اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کرے وہ دوزخ میں جائے گا، ہمیشہ اس میں گرتا رہے گا۔ جو زہر کھا کر اپنے آپ کو ختم کرے تو وہ زہر دوزخ میں اس کے ہاتھ میں ہو گا جسے دوزخ میں کھاتا ہو گا اور ہمیشہ اس میں رہے گا۔ جو لوہے کے ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کرے تو وہ ہمیشہ اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ جسے دوزخ کی آگ کے اندر ہمیشہ اپنے پیٹ کے اندر مارتا رہے گا اور ہمیشہ اس کے اندر رہے گا۔"[10]

ایک دوسری حدیثِ پاک میں ہے:

"جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ اس کے مطابق ہے جو کہا اور جس نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں اس چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جس نے کسی مسلمان پر کفر کا الزام لگایا تو یہ اسے قتل کرنے جیسا ہے۔"[11]

زندگی کا مفہوم اور اُس کے مضمرات

مغربی قانون کی دستاویزات اور معاہدات میں کسی میں بھی زندگی کی تعریف نہیں کی گئی۔ پس اس کا مفہوم وہی ہے جو عام طور لیا جاتا ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے دستور کی چالیسویں ترمیم کا ذکر ہوئے سیگھارٹ نے زور دے کر کہا ہے کہ زندی حیوانوں کی طرح جینے سے کہی وسیعتر مفہوم رکھتی ہے، یعنی بطورِ اصطلاح زندگی کا دائرہ پھیل کر انسانی جسم کے تمام اعضاء پر محیط ہو جاتا ہے اور حق زندگی کے دعوے کا مدعا یہ ہے کہ کوئی بھی اپنی شخصیت کے آزادانہ ارتقاء سے محروم نہ کیا جائے۔ جبکہ اسلام کا تصور حقوق انسانی اس بارے میں امتیاز رکھتا ہے کیونکہ اس کے دائرے کو توسیع دے کر اس میں زندہ انسان کے علاوہ مردہ انسان بھی شامل کر لئے گئے ہیں۔ اس میں یہ واضح کر دیا گیا کہ جس طرح زندگی میں انسانی شخصیت کو تقدس حاصل ہے اسی طرح موت کے بعد بھی اس کے شخصی تقدس کو پامال نہیں کیا جائے گا۔ بعد مرگ بھی اس کو متبرک شے کی طرح دفن کیا جائے گا۔

سلامتی کا حق

اسلام سلامتی کا دین ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مسلمان کی بنیادی خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے اسم کا مظہر ہوتا ہے یعنی وہ اپنے ماحول اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے سراپا سلامتی و آشتی ہوتا ہے۔ جہاں ایک طرف آپ ﷺ نے سب افراد معاشرہ کو سلامتی کا حق عطا کیا تو دوسری طرف انھیں اس بات کا بھی پابند کیا کہ وہ اپنے قول اور فعل سے دوسروں کے لئے سلامتی کا سامان پیدا کریں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔"[12]

حصول انصاف کا حق

قرآن حکیم نے زندگی کے تمام معاملات کو عدل اور انصاف پر استوار کرنے کی تعلیم دے کر ہر شخص کو بے لاگ انصاف کے حصول کا حق عطا کر دیا ہے۔ قرآن حکیم کی مختلف آیات سے یہ مضمون واضح ہے کہ قرآن حکیم کے نزول کا بنیادی مقصد معاشرتی اور ریاستی معاملات کو عدل و انصاف پر استوار کرنا ہے تاکہ اسلامی معاشرے کا کوئی فرد ظلم اور استحصال کا شکار نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا-وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ-اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔"[13]

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ-وَ لَا تَكُنْ لِّلْخَآىٕنِيْنَ خَصِيْمًا۔"[14]

"اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ-اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا-فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا-وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔"[15]

"اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو بہر حال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق

سے الگ پڑو اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔"

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ-وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ-لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا-وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى-وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا-ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔"[16]

"اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے (ف۳۱۸) جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے (ف۳۱۹) اور ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اس کے مقدور بھر اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو۔"

فقہ میں اجتماعی ذمہ داریوں کا تصور

فقہ اسلامی میں اجتماعی ذمہ داریاں (Collective Responsibilities) یہ ایک اہم موضوع ہے، جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ ایک مسلمان نہ صرف اپنے انفرادی اعمال کے لیے بلکہ معاشرتی فلاح و بہبود کے لیے بھی جواب دہ ہے۔ یہ ذمہ داریاں قرآن و سنت سے مستنبط ہیں اور معاشرے میں عدل، مساوات، اور اجتماعی بھلائی کو یقینی بنانے کے لیے وضع کی گئی ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت انسانیت مختلف الانواع تضادات کا شکار اور کئی طبقات میں تقسیم تھی، سماجی اور معاشرتی شرف و منزلت کی بنیاد نسلی، لسانی اور طبقاتی معیارات پر مشتمل تھی۔ معاشرے کے طاقتور لوگ ہر لحاظ سے قابل عزت ہوتے تھے جبکہ غلام، کمزور اور زیر دست طبقے طاقتور کے رحم و کرم پر ہوتے تھے اور طاقتور کا قانون ہی ان کے مقدر کا فیصلہ کرتا، حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت جاہلیت کے ان تمام بتوں کی شکستگی کا پیغام تھی۔ آپ ﷺ نے مساوات انسانی کا پیغام دیتے ہوئے سماجی و معاشرتی شرف و منزلت کی بنیاد خاندان یا قبیلہ کو نہیں بلکہ تقویٰ اور کردار کو قرار دیا۔ آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کو اس آفاقی تعلیم سے سرفراز فرمایا کہ کائنات ارض و سما میں انسان کو صاحب تکریم بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی بھی شخص کو یہ حق ہرگز نہیں دیا جاسکتا کہ وہ اپنے ہی جیسے کسی دوسرے انسان کی اس تکریم کو پامال کرتا پھرے جو اسے خالق کائنات کی طرف سے عطا کی گئی ہے اور پھر ہر شخص دوسرے شخص کی تکریم و شرف منزلت کا لحاظ رکھنے کا اس لئے بھی پابند ہے کہ تمام انسانیت کو نفس واحدہ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے کسی بھی فرد کو رنگ و نسل کی بنیاد پر عربی و عجمی ہونے یا سرخ اور کالا ہونے کے سبب سے کسی دوسرے پر فضیلت کا حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ آپ ہم نے سماجی و معاشرتی کبر و نخوت کے بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یا معشر قریش إن الله قد أذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظمها بالآباء، الناس من آدم و آدم من تراب۔"[17]

"اے گروہ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کے غرور اور آباء پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے۔ جان لو کہ لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔"

آپ کے قائم کردہ معاشرے میں بلال حبشی، سلمان فارسی اور صہیب رومی کو وہی عزت اور مقام حاصل تھا جو قریش کے کسی بھی معزز اور صاحب مرتبہ شخص کو۔ الغرض آپ مہ نے ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کے لئے سماجی و معاشرتی حقوق کی ایسی جامع اور ہمہ گیر تعلیم عطا فرمائی جہاں معاشرے کا کوئی بھی فرد اپنے حقوق سے محروم رہتے ہوئے سماجی یا معاشرتی عزت و احترام اور تحفظ سے محرومی کا شکار نہیں ہو سکتا۔

والدین کے حقوق

معاشرتی زندگی کی اکائی خاندان ہے اور خاندان کا قیام و استحکام والدین کے احترام کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے رسوم جاہلیت میں

جکڑے معاشرے کو والدین کے احترام کا درس دیا۔ قرآن حکیم نے والدین کے ساتھ مطلوبہ سلوک بیان کرنے کے لئے احسان کی جامع اصطلاح استعمال کی، جس کے معنی کمال درجے کا حسن سلوک کے ہیں۔ اس میں معاشی و معاشرتی نگہداشت اور اطاعت بھی شامل ہیں۔ آپ ﷺ نے والدین کے بلند مرتبے کا تعین فرما کر اسلامی معاشرے کے استحکام کی اساس فراہم کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ امومت کا ایسا پاکیزہ، بلند اور ملکوتی تصور دے کر آپ ﷺ نے معاشرے کو اپنی اساس یعنی ماں کے احترام کا وہ درس دیا جس پر عمل کر کے معاشرہ شکست وریخت اور انتشار وافتراق سے کلی طور پر محفوظ رہ سکتا ہے۔ والدین سے حسن سلوک کو اسلام نے اپنی اساسی تعلیم قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس حق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا۔"[18]

"اور ہم نے انسان کو اس کے والدین سے نیک سلوک کا حکم فرمایا۔"

انسان پر مخلوقات میں سے کسی کا اس پر حق سب سے بڑھ کر ہے تو وہ اس کی ماں باپ ہیں، ایک مثالی معاشرے کے قیام کے لئے یہ ایک اہم عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔ والدین کے معاشی حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

"كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا صلے الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ۔"[19]

"تم پر فرض ہوا کہ جب تم میں کسی کو موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں کے لیے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر۔"

"يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ-قُلْ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ- وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۔"[20]

"تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لیے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے"

"وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ-فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ- فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ-اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا-فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۔"[21]

"اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین کے تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔"

"وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا-اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔"[22]

"اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں (اُف تک) نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔"

رشتہ داروں کے حقوق

اسلام میں رشتہ داروں کے حقوق (حقوق القرابہ) کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن و سنت میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک، مدد، اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے۔ ان حقوق کا مقصد خاندانی تعلقات کو مضبوط کرنا، محبت اور یکجہتی کو فروغ دینا، اور معاشرتی ہم آہنگی کو برقرار رکھنا ہے۔ قرآن مجید میں رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا بار بار حکم دیا گیا ہے۔

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

"وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ١ۙ-وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ۔ "[23]

"اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔"

قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دو

"وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۔"[24]

"اور قریبی رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو بھی۔"

رشتہ داروں سے تعلق نہ توڑو

"وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِؕ۔"[25]

اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا (ف ٦٢) اور اپنے رب سے ڈرتے اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔"

احادیث میں رشتہ داروں کے حقوق

احادیث مبارکہ میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور تعلقات کو جوڑنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

صلہ رحمی کی فضیلت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا رزق زیادہ ہو اور اس کی عمر طویل ہو، تو اسے چاہیے کہ وہ رشتہ داروں سے تعلقات جوڑے۔"[26]

رشتہ داروں سے قطع تعلق کی مذمت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"رشتہ داری کو توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔"[27]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صدقہ دینا ایک اجر کا باعث ہے، اور رشتہ دار کو دینا دو اجر کا باعث ہے: ایک صدقہ کا اور دوسرا رشتہ داری کا حق ادا کرنے کا۔[28]

اجتماعی ذمہ داریوں کے اصول

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔"[29]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اجتماعی ذمہ داریوں کا دائرہ کار

فرض کفایہ

وہ کام جو پورے معاشرے پر فرض ہیں، لیکن اگر کچھ لوگ ان کو انجام دیں تو باقی بری الذمہ ہو جاتے ہیں، جیسے جنازے کی نماز۔ دفاعی خدمات۔ علمائے دین کا قیام۔

فرض عین

انفرادی ذمہ داری کے ساتھ جڑے ہوئے کام جو اجتماعی بھلائی کو فروغ دیتے ہیں، جیسے زکوٰۃ ادا کرنا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا۔

فقہ میں اجتماعی ذمہ داریاں فرد اور معاشرے کے درمیان توازن پیدا کرتی ہیں، جہاں انفرادی مفادات کو اجتماعی فلاح کے تابع رکھا جاتا ہے۔ ان ذمہ داریوں کا مقصد ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں ہر فرد محفوظ ہو، عدل قائم ہو، اور تمام افراد کی بنیادی ضروریات پوری ہوں۔

پڑوسیوں کے حقوق

اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو دین کا ایک اہم حصہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن وحدیث میں پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔ اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ پڑوسی چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، قریبی ہو یا دور، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کی مدد کرنا، اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ دینا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ یہ تعلیمات معاشرتی ہم آہنگی، محبت، اور بھائی چارے کو فروغ دیتی ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق کی اقسام

نقصان نہ پہنچانا

پڑوسی کو زبانی، عملی یا مالی طور پر کسی بھی قسم کی تکلیف دینا منع ہے۔

حسنِ سلوک کرنا

ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔ سلام کرنا اور ان کی خیریت معلوم کرنا۔ ضرورت پڑنے پر مدد کرنا۔

ان کی عزت ومال کا تحفظ

ان کی عزت یا نجی معاملات میں دخل اندازی نہ کرنا۔ ان کی ملکیت یا مال کو نقصان نہ پہنچانا۔

مشترکہ مسائل میں تعاون کرنا

علاقے کے امن، صفائی اور دیگر اجتماعی امور میں تعاون کرنا۔

مدد اور حمایت

اگر پڑوسی بیمار ہو، غم میں مبتلا ہو یا کسی مشکل میں ہو، تو اس کی مدد کرنا۔

مہمان کے حقوق

اسلام میں مہمان نوازی کو اعلیٰ اخلاق اور ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ مہمان کے حقوق قرآن و سنت میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں، جو کہ معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنے اور محبت و اخوت کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں۔

مہمان کے حقوق قرآن کی روشنی میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال: قرآن پاک میں مہمان نوازی کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے میں ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ۔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًاؕ قَالَ سَلٰمٌۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَۚ۔ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍۙ۔"[30]

"اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔ جب وہ اس کے پاس آ کر بولے سلام کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں۔"

اس واقعے سے مہمان کے لیے جلدی، خلوص، اور بہترین کھانے کا انتظام کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

مہمان کے حقوق حدیث کی روشنی میں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"[31]

مہمان کے ساتھ عزت کا برتاؤ

رسول اللہ ﷺ نے مہمان کی عزت کرنے کو مہمان نوازی کا اہم حصہ قرار دیا ہے اور میزبان پر زور دیا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق مہمان کی خدمت کرے۔

مہمان کے حقوق کی اقسام

مہمان کا استقبال مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے کرنا۔

قیام وطعام کا بندوبست

مہمان کے لیے آرام دہ جگہ اور کھانے کا اہتمام کرنا۔ استطاعت کے مطابق عمدہ اور حلال کھانے کی پیشکش کرنا۔ مہمان کے ساتھ وقت گزارنا اور اس کی باتوں کو توجہ سے سننا۔ مہمان کو عزت و دعا کے ساتھ رخصت کرنا اور اس کے لیے محبت و خیر سگالی کا اظہار کرنا۔

مہمان کی ذمہ داریاں

اسلام میں جہاں مہمان کے حقوق ہیں، وہیں مہمان کو بھی میزبان کا لحاظ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے: میزبان کی استطاعت سے بڑھ کر مطالبات نہ کرنا۔ بلا اجازت غیر ضروری قیام نہ کرنا۔ میزبان کی پرائیویسی اور گھر کے اصولوں کا احترام کرنا۔

مہمان نوازی اسلام کے اخلاقی نظام کا اہم حصہ ہے، جو محبت، احترام، اور ایثار کی تعلیم دیتا ہے۔ مہمان کے لیے بہترین سلوک کا اہتمام میزبان کی ذمہ داری ہے، جبکہ مہمان کو بھی میزبان کے آرام اور حالات کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہ باہمی حقوق اور ذمہ داریاں معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنے میں مددگار ہیں۔

خلاصہ کلام

اجتماعی ذمہ داریاں اسلامی معاشرتی ڈھانچے کا ایک اہم ستون ہیں، جن کا مقصد نہ صرف انفرادی اخلاقیات کو فروغ دینا ہے بلکہ اجتماعی فلاح و بہبود کو بھی یقینی بنانا ہے۔ یہ ذمہ داریاں قرآن و سنت سے واضح طور پر ماخوذ ہیں اور اسلامی ریاست اور معاشرے میں ایک لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ فقہ اسلامی میں انفرادی حقوق اور اجتماعی ذمہ داریاں ایک دوسرے کے ساتھ متوازن ہیں، کیونکہ اسلام ایک ایسی سماجی ترتیب کی بنیاد رکھتا ہے جہاں فرد اور معاشرہ دونوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کو عدل کے ساتھ تقسیم کیا گیا ہے۔

مصادر و مراجع:

---

[1] المآئدہ 32:5

[2] البقرہ 256:2

[3] النجم 39:53

[4] الحجرات 12:49

[5] النسآء 58:4

[6] الذاریات 19:51

[7] آلِ عمران 110:3

[8] البقرہ 83:2

[9] الفرقان 68:25

[10] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 5442

[11] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 5700

[12] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 10

[13] النسآء 58:4

[14] النسآء 105:4

[15] النسآء 135:4

[16] الانعام 152:6

[17] عبد الرحمن بن محمد الرازی، ابن ابی حاتم الرازی الثقات (بیروت: 2002)55، 2

[18] العنکبوت 8:29

[19] البقرہ 180:2

[20] البقرہ 215:2

[21] النسآء 11:4

[22] بنی اسر آئیل 23:17

[23] النسآء 36:4

[24] بنی اسرائیل 26:17

[25] الرعد 21:13

[26] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 5985

[27] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 5984

[28] ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2012) حدیث نمبر 658

[29] آلِ عمران 110:3

[30] الذاریات 51: 26، 25، 24

[31] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، (لاہور، پروگریسو پبلشرز، 2016) حدیث نمبر 6018